مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی آواز سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب والا کو ریزش سے قدرے آرام ہے۔ شافی مطلق شفائے کامل و عاجل بخشے۔ تاہم جو اڑھائی ماہ سے حضور کی زبان کوثر نشان سے درس قرآن مجید نہیں سن سکے سننے کی سعادت حاصل کریں۔ ۲۔ حضور والا نے جو رسالہ بجواب رسالہ مولوی محمد علی تصنیف فرمایا۔ اسکا نام غالباً "حقیقۃ النبوۃ حصہ اول" ہوگا جلد سے جلد احباب کی خدمت میں پہنچانیکی کوشش جاری ہے۔ ۳۔ مکرم صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ ماریشس تبلیغ کیلئے تشریف لیگئے۔ حضور معہ اپنی جماعت و طلباء ہر دو مدارس کے ان کی مشایعت کیلئے سڑک کے موڑ تک تشریف لیگئے۔ صوفی صاحب کو ہائی سکول۔ مدرسہ احمدیہ اور مبلغین کی اعلیٰ جماعت کے طلباء نے الوداعی ایڈریس دئیے جس میں تقریریں بھی ہوئیں جلسہ میں ریفرشمنٹ کا انتظام بھی تھا۔ معززین قادیان بھی مدعو تھے۔ مولوی یوسف حسین صاحب بہاری نے جو جماعت مبلغین کے طالب علم ہیں۔ قرآن مجید کو ایسی ☆

اخبار احمدیہ

۱۔ چوہدری عبداللہ خانصاحب چینٹ کے ملحقہ مضافات میں دورہ کرنے والے ہیں۔ ایدہ اللہ

۲۔ منشی محمود خانصاحب مدرس مدرسہ منٹگمری تحفۃ الملوک پڑھ کر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں۔

۳۔ برادر سراج الدین ٹانڈہ مروڑ سے اپنے لڑکے حبیب اللہ کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں احباب سے سفارش دعا ہے

۴۔ برادر امیر حسن ملازم سپرنٹنڈنٹ ریاست مالیر کوٹلہ میدان جنگ میں جانیوالے ہیں۔ احباب سے دعا کے خواستگار رہیں ✽

حکیم محمد حسین صاحب قریشی لکھتے ہیں۔

اخبار الفاروق کے التوا کے بعد وہ سب روپیہ جو مجھے براہ راست احباب نے بھیجا ہوا تھا۔ سب کو اپنے پاس سے فیس منی آرڈر ادا کر کے واپس کر دیا گیا۔ اور اب کسی کی ایک پائی بھی میرے ذمہ الفاروق فنڈ کی باقی نہیں۔ بعض مخلص دوستوں نے مجھے ترغیب دی۔ کہ یہ روپیہ اگر پسند فرماویں۔ تو سلسلہ کی بعض دوسری ضروری مدوں میں منتقل فرما دیویں۔ چنانچہ برادرم مکرم ڈاکٹر سید ولائت شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن افریقہ کی خدمت میں بھی تحریک کی گئی تھی۔ کہ لاہور میں چونکہ ایک احمدیہ مسجد کی اشد ضرورت پیش ہے۔ آپ اپنی اس رقم کو اگر پسند فرماویں۔ تو مسجد فنڈ میں منتقل کر دیں۔ جسپر برادر موصوف فرماتے ہیں۔ کہ آپکی خواہش لاہور کی مسجد پر خرچ کرنے کی تو بہت معقول ہے۔ مگر حضرت صاحب کا الہام دربارہ لاہور (لوگ کہینگے کہ لاہور کوئی شہر ہوتا تھا) اور موجودہ عالمگیر جنگ کا نظارہ دیکھ کر میں مناسب نہیں خیال کرتا کہ یہ روپیہ اس مسجد پر خرچ کیا جائے۔ بلکہ میری یہ خواہش ہے کہ قادیان میں حضرت خلیفہ صاحب کے حکم سے اگر وہ مسکینوں تیمیوں کے کپڑوں پر خرچ کرنا مناسب خیال فرماویں۔ تو خیر ورنہ اور کسی مد میں حسب مرضی خرچ کر دیویں۔ مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔

احباب اس بھائی کے ایمان کو دیکھیں۔ اور ان کے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ انکے اخلاص اور ایمان میں ترقی و برکت عطا کرے ✽

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا)

جنگ یورپ

ٹرکی۔ لنڈن ۱۷۔ فروری۔ عثمانی مجلس وزارت نے ایک ہنگامی قانون منظور کیا ہے۔ جس کی رُو سے تمام نامسلمان اشخاص خواہ تربیت یافتہ ہوں۔ یا نہوں اور نیز تربیت یافتہ مسلمانوں کی بعض جماعتوں کو روپیہ دیکر فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہونے کا اختیار حاصل ہے۔

ٹرکی اور یونان کے قضیہ کا تصفیہ۔ لنڈن ۱۹ فروری قسطنطنیہ کے ڈائرکٹر جنرل پولیس نے یونان کے بحری اٹاچی کی توہین کے بارے میں باقاعدہ اظہار تاسف کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ معاملہ اب رفت گذشت ہو گیا ہے۔

نہر سویز کی خبریں۔ لنڈن ۱۹۔ فروری۔ نہر سویز پر جن ٹرکی فوجوں کو شکست ہوئی وہ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ قفقاز سے روانہ کی گئی تھیں۔ نہر سویز پر کسی تازہ حملہ کی خبر موصول نہیں ہوئی۔

جہاز ولہلمینا کے مال کا تصفیہ۔ لنڈن ۱۹۔ فروری اضلاع متحدہ نے یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ تاوقتیکہ انگلستان کے پاس کافی وجوہ نہ ہوں۔ جو تاحال ظاہر نہیں کی گئیں۔ جہاز مذکور کو اپنے مال سمیت منزل مقصود کی طرف جانے کی اجازت دے دینی چاہیئے۔

کنیڈا کی فوج فرانس میں۔ لنڈن ۱۷۔ فروری کنیڈا کی فوج مع الخیر سرزمین فرانس میں پہنچ گئی ہے۔

سرحد سوئٹیزرلینڈ پر ہوائی جہاز۔ لنڈن ۱۷ فروری حال میں ایک ہوائی جہاز بیورنی ولیین پر سے اڑتا ہوا گذرا۔ جس پر سوئٹیزرلینڈ کی فوج نے گولیاں چلائیں۔

ایک فرنچ جہاز کی غرقابی۔ لنڈن ۱۷ فروری۔ جرمن آبدوز کشتی نمبر "یو ۱۶" نے فرانسیسی سٹیمر "ول ڈی لل" کو شیرگ اور ڈنکرک کے مابین غرق کر دیا۔ اور اس کے عملے کو کشتیوں میں جان بچانے کی اجازت دی۔

برطانیہ کے ملاح مشوش نہیں۔ لنڈن ۱۸۔ فروری۔ جہازوں کے ماسٹروں اور افسروں سے وسیع پیمانے پر استصواب کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ برطانوی ملاح جرمن کی دھمکی سے بالکل مشوش اور خائف نہیں۔

۱۰ جوابی حملے پسپا کیے گئے۔ لنڈن ۱۷۔ فروری۔ پیرس کی ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ ہم نے متعدد خندقوں پر قبضہ کر لیا۔ اور جوابی حملے پسپا کیے جن میں ایک بوربلی کے مغرب کو بہت ہی شدید تھا۔

ہوائی تاخت میں ۲۴۰ بم گرائے گئے۔ لنڈن ۱۷ فروری۔ حلیفوں کے مشترکہ ہوائی جہازوں نے کل کی پرواز میں ۲۴۰ بم گرائے۔ برطانوی بم کا وزن ۵۰ پونڈ تھا۔

ریمز پر گولہ باری۔ جرمنوں نے ریمز پر پھر گولہ باری کی۔ ایک گولہ گرجا گھر جا کر گرا۔

مشرقی رزمگاہ۔ لنڈن ۱۸ فروری۔ ہم نے گلیشیہ میں خادوا ایمگر روش کے محاذ پر ایک حملہ پسپا کیا۔ اور غنیم کو سخت [نقصان] پہنچایا۔ ۱۰۴۱ قیدی اسیر کئے۔ غنیم کی تقریباً ایک مکمل بٹالین پر بیونیگین حملہ کیا گیا۔

لنڈن ۱۹۔ فروری۔ ہم نے کوہستان کارپیتھین میں شدید آسٹروی اور جرمن حملوں کو پسپا کیا۔ اور کامیابی سے ان پر جوابی حملے کئے۔

بلغراد پر از سر نو گولہ باری۔ لنڈن ۱۹۔ فروری بلغراد۔ آسٹرویوں نے بلغراد پر پھر شدید گولہ باری شروع کر دی ہے۔ اور اکثر مکانات کو نیست و نابود کر ڈالا ہے۔ بہت سے اشخاص مقتول و مجروح ہوئے ہیں۔ سرویوں نے سملن پر گولہ باری کرنے سے اسکا جواب دیا ہے۔

انٹی واری پر گولہ باری۔ لنڈن ۱۶۔ فروری۔ اہل البانیہ نے سرویا کے ضلع پریزرنڈ پر حملہ کر دیا ہے۔ سروی ظاہراً کسی شدید جنگ کے بغیر ہی پسپا ہو گئے۔ کیونکہ ان کا کل ۱۰۰ جانوں کا نقصان بتایا جاتا ہے۔

البانوی حملے اب تمام سرحد پر پھیل گئے ہیں۔ البانوی پیشقدمی ضلع پریزرنڈ میں رک گئی ہے۔ اور پریزرنڈ اب خطرے سے نکل گیا ہے۔

تین ماہ میں ۱۹ تجارتی جہاز غرق ہو گئے۔ لنڈن ۱۶ فروری۔ مسٹر چرچل نے کہا کہ گذشتہ تین ماہ میں برطانیہ کے کل ۱۹ تجارتی جہاز غرق ہوئے ہیں۔ جن میں صرف ۴ جہاز سطح آب پر تیرنے والے جہازوں نے ڈبوئے ہیں۔

ایمڈن کا عملہ۔ لنڈن ۱۶۔ فروری۔ امسٹرڈم کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ ایمڈن کی ایک جمعیت جو خشکی پر اتری تھی۔ اسے آہنی صلیبیں عطا ہوئی ہیں۔

آسٹریلیا کی گورنمنٹ نے ایک اعلیٰ مشیرکار مقرر کیا ہے۔ جو بحری اور بری فوجی ذخائر کی خرید کا جن پر جون کے اخیر تک ایک کروڑ ۱۰ لاکھ پونڈ خرچ ہوگا۔ اہتمام کرے گا۔ نیز گورنمنٹ مذکور نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ آئندہ اپنے ہوائی جہاز خود ہی بنایا کریگی۔

رومہ میں جنگ کا مطالبہ۔ لنڈن ۱۹ فروری ایک ہزار اشخاص کے مجمع نے جنگ کی حمایت میں مظاہرہ کیا اور آسٹروی سفارتخانے پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی۔ سپاہ نے لوگوں کو منتشر کیا۔

ہندوستان کی خبریں

کویت کے پولٹیکل ایجنٹ کپتان ڈبلیو۔ ایچ۔ شکسپیر سی۔ آئی۔ ای قبائل کی ایک جنگ میں ہلاک ہو گئے ہیں۔

افسوس کہ مسٹر گوکھلے کا انتقال ہو گیا۔

بم سازوں کی گرفتاری۔ احاطہ جناب رائے لاہور میں ۱۹۔ فروری کی شام کو چھ سات سکھ اور ہندو ملزم گرفتار کئے گئے۔ جن کے مکان سے تین بم اور ایک پستول ایک چھرا اور کچھ بم سازی کا سامان برآمد ہوا۔

گورنمنٹ آف انڈیا کے دفاتر۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے دفاتر دہلی میں یکم اپریل سے بند ہوں گے۔ اور ایسٹر کی تعطیلوں کے بعد شملہ میں دوبارہ کھلیں گے۔

وائسرائے کے مہمان۔ لارڈ اور لیڈی کارمیکائیل ۲۲ تاریخ کو اور سر جارج روس کیپل ۲۴ ماہ حال کو دہلی پہنچیں گے۔

ناگپور میں طاعون۔ ناگپور میں سخت طاعون پھیلا ہوا ہے۔ ہفتہ مختتمہ ۱۶۔ فروری میں وہاں ۱۱۰۰ وارداتوں میں سے ۱۰۹۹ موتیں طاعون سے واقع ہوئیں۔

انڈین ریلیف فنڈ۔ امپیریل انڈین ریلیف فنڈ کی تعداد اب ۷۳۷۶۹۴۷ روپیہ تک پہنچ گئی ہے۔

مصر کی شکر ہندوستان کیلئے۔ مصر کی کچھ شکر بمبئی میں لانے کا انتظام کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ مورخہ ۲۳۔ فروری ۱۵ء

ڈکیتیوں کی کثرت

حالت اگر نازک نہیں تو تشویشناک ضرور ہے

الفضل کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے قحط اور اسکے نتائج پر رائے زنی کرتے ہوئے گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند ہر دو کو گرانی غلّہ کے فوری انسداد کیطرف توجہ دلائی تھی۔ اور ڈکیتیوں کی طرف صرف اشارہ کرکے بدامنی اور امن شکنی کی حرکات کا سدباب کرنے کی درخواست کی تھی۔ لیکن آج ہم چاہتے ہیں۔ کہ واردات سرقہ و ڈاکہ زنی کی وجوہات اور اس کی روک تھام کے لئے مناسب و موزوں تجاویز پیش کریں۔

اسوقت شمالی ہند کے ہر دو دور افتادہ واقع ہونیوالے صوبجات یعنی مشرقی بنگال اور پنجاب غارتگر جماعتوں کی دست برد اور لوٹ گھسوٹ کا شکار ہو رہے ہیں۔ ایکطرف طاعون کا دیو (جس کے منہ ہندوستانی خون لگ چکا ہے۔) اپنی شکم پری میں مصروف ہے۔ اور خصوصیت سے پانچ دریاؤں کی زمین کے رہنے والے اسکا من بھاتا کھاجا ہو رہے ہیں دوسری طرف گرانی اجناس اور قحط نے غربا کو پیٹ کی مار کر رکھی ہے اب ملک کی بدقسمتی اور باشندگان ملک کی شامت اعمال و شومئے طالع کے باعث ان تکالیف پر ڈاکہ زنی کا اور اضافہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ گذشتہ ایک ماہ کے اندر اندر مفصلہ ذیل واقعات ڈاکہ زنی وقوع میں آئے ہیں۔

مشرقی بنگال میں ڈاکے۔ ضلع باقرگنج میں اسّی ہندو اور مسلمان مسلح ڈاکوؤں نے مشترکہ طور پر ایک شخص مسمی رام کرسٹو داس کے مکان پر حملہ کیا۔ ڈاکوؤں نے دو آدمیوں کو تو اس قدر زدوکوب کیا۔ کہ ان کو ہسپتال میں بھیجنا پڑا۔ ڈاکو آٹھ ہزار روپیہ کا مال لے گئے۔ ایک اور ڈاکہ چند مسلمانوں نے ایک مسلمان ساہوکار کے گھر پر موضع برایا میں ڈالا۔ اور سات ہزار روپیہ کا مال لے گئے تیسرا ڈاکہ موضع موتشکاری میں ایک ہندو کے مکان پر پڑا۔ اور پانچ ہزار روپیہ لے کر گھر چھوڑا۔ چوتھے ڈاکہ میں ڈاکوؤں نے پانچہزار روپیہ لوٹا اور چلتے بنے۔

بنگالی نوجوانوں کی ایک جماعت نے بابو سریش چندر چودہری کے مکان پر موضع باگا بارا میں ڈاکہ ڈالا۔ **ڈاکو بائیسکلوں پر سوار ہو کر آئے۔** سب کے پاس ریوالور، رائفلیں اور دیگر قسم کے آتشی اسلحہ تھے۔ اور وہ بابو مذکور کے مکان سے دس ہزار روپیہ نقدی اور نوٹوں کی صورت میں لے گئے ڈاکہ کے بعد وہ کچھ دیر تک گلیوں میں پھرتے رہے۔ اور کسی نے ان کے پکڑنے کی جرأت نہ کی۔

مسلح ڈاکوؤں نے ۱۳۔ فروری کو سہ پہر کے وقت گاڑی میں بیٹھ کر کلکتہ سے چار میل پر ایک آباد رقبہ میں ایک اور گاڑی کا تعاقب کر کے اسے روکا اور لوٹ لیا۔ اور ۱۸ ہزار روپیہ کی مالیت کے دس دس روپیہ کے نوٹ چھین کر چمپت ہو گئے۔ گاڑی چلانیوالے سکھ کو زمین پر دے مارا۔ اور خود گاڑی چلا کر چلتے بنے۔ کسی شخص کو ریوالوروں کے خوف سے نزدیک آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ پانچ نوجوان گرفتار ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک پریزیڈنسی کالج کا طالبعلم ہے۔ روپیہ کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔

پنجاب میں ڈاکے۔ ضلع لدھیانہ میں مسلح ڈاکوؤں کی ایک جماعت نے موضع ربن میں ایک بیوہ کھترانی کے مکان پر اور موضع منصوراں میں لالہ کالو مل ساہوکار کے ہاں ڈاکہ ڈالا اور صرف موخرالذکر کے ہاں سے ۳۰ ہزار روپیہ کا مال لے گئے اور مکانات بھی جلا دیئے۔ ان کے علاوہ ضلع لدھیانہ میں موضع سانیوال اور موضع میہاں میں بھی ڈاکہ زنی کی واردات ہو چکی ہے۔ ڈاکوؤں نے گولیاں چلا کر بعض بے گناہ لوگوں کو ہلاک بھی کیا۔ موضع ترن ضلع گوجرانوالہ میں ایک ساہوکار کے ہاں ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو تعداد میں دس بارہ تھے۔ جو ایک ہزار روپیہ کا مال لیکر چلتے بنے۔ موضع جبیہ ضلع امرتسر میں جو امرتسر سے سات میل جنوب کیطرف واقعہ ہے ایک خوفناک ڈاکہ پڑا۔ کہا جاتا ہے کہ ۲۵ ڈاکو جو سکھ معلوم ہوتے تھے۔ آتشیں آلات بم اور چھوی لیکر ایک ساہوکار کے گھر میں گھس گئے نقصان کا ابھی اندازہ نہیں ہوا۔ گاؤں والوں سے ڈاکوؤں کی لڑائی ہوئی۔ ایک گاؤں والا مقتول اور چار زخمی ہوئے۔

یہ ہیں ان واقعات غارتگری اور امن سوزی کی چند مثالیں جو آج بدقسمتی سے پنجاب اور مشرقی بنگال کی رعایا کو بدحواس کئے ہوئے پیش آ رہی ہیں۔ ان واردات سے پتہ چلتا ہے کہ مشرقی بنگال سے ۵۳ ہزار روپیہ سرقہ بالجبر سے وصول کیا گیا ہے اگرچہ پنجاب کے ڈاکوؤں میں نقصان کی صحیح مقدار کا اندازہ تاحال نہیں ہوا صرف دو مقامات پر بالترتیب ۳۰ ہزار اور ایک ہزار کا نقصان ہے تاہم بحیثیت مجموعی ہمارے صوبہ کا نقصان بھی بنگال سے کم نہیں۔

اس نقصان مال کے ساتھ اگر نقصان جان (گو وہ کیسا ہی خفیف کیوں نہ ہو) شامل کر لیا جائے۔ اور پھر ڈاکوؤں سے ریوالوروں۔ پستولوں سے مسلح ہو کر بائیسکلوں اور گاڑیوں میں بیٹھکر غارتگری کا ارتکاب کرنا ملاحظہ کیا جائے۔ نیز ان سب سے بڑھکر پنجاب کی وفادار زمین میں ڈاکوؤں کا بمب استعمال کرنا اور وہ بھی سکھ ڈاکوؤں کا اس فعل کے مرتکب ہوتا دیکھا جائے۔ تو ہمیں سرسول ہیڈ ملٹری کے الفاظ میں کہنا پڑتا ہے۔ کہ "حالت اگر نازک نہیں۔ تو تشویشناک ضرور ہے"۔ اور اس کی طرف حکام کی فوری توجہ درکار ہے۔ ہم کو سرکار کی مشکلات کا علم ہے لیکن بایں ہمہ ہم کو یقین ہے۔ کہ جب تک اس فعل کا تدارک نہ ہوگا۔ اسوقت تک ان خطرناک نتائج کا جس کی نسبت گورنمنٹ ہند کو خدشہ ہے۔ پلٹنا محال ہوگا"۔

اگرچہ یہ الفاظ سرول نے انسداد قحط کی نسبت لکھے ہیں۔ اور اگر گرانی غلہ کا انسداد نہ ہوا۔ تو یقیناً خطرناک نتائج کا ظہور پذیر ہونا محال نہ ہوگا۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ قحط کا بھی انسداد ہو لیکن اب یہ بھی ضروری ہے۔ کہ غارتگر عنصر کا قلع قمع کیا جائے۔ کیونکہ ان لوگوں کے ارادے بھی حزین صبل کے منطقی و تغلقی کی طرح ملک میں فساد برپا کرنے اور قانون کے رو سے قائم شدہ حکومت کا انتظام درہم برہم کرنے کے ہیں۔ اور ضرورت ہے کہ اس معاملہ میں رعایا بھی گورنمنٹ کا ہاتھ بٹائے۔ کیونکہ یہ گروہ پہلے اپنے ملک کا اور بعد میں حکومت کا دشمن ہے۔ کاش کہ گورنمنٹ برطانیہ مسلمان ہوتی اور قرآن کریم کے بتلائے ہوئے علاج پر عمل پیرا ہوتی۔ اور ملک میں فساد کرنے والے گروہ کو قرآن کے مطابق یقتلو او یصلبو او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف یعنی قتل کرنے۔ صلیب دینے اور ہاتھ کاٹنے کی سزا دیتی۔ کہ وہ ارشاد باری سورہ مائدہ رکوع ۵ کے مطابق دنیا و آخرت میں ذلیل ہوتے۔ اور آئندہ ان حرکات کا سدباب ہو جاتا۔

ثبوت ملائکہ
نمبر ۴

(از سید محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل)

چوتھی دلیل دنیا میں کوئی فعل بغیر کسی فاعل کے نہیں ہوتا۔ اور کوئی صنعت بغیر کسی صانع کے ظہور پذیر نہیں ہوتی۔ ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کو لو۔ اور معمولی سے معمولی واقعہ پر نظر ڈالو۔ کوئی چیز اور کوئی واقعہ بغیر کسی علت کے ہرگز وقوع میں نہیں آتا۔ اور دنیا میں ہر سانحہ اور حادثہ کا کوئی نہ کوئی پیدا کرنے والا اور صفحۂ ہستی پر ظاہر کرنے والا ہوتا ہے۔ اسی اصل کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم فرشتوں کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور بعض واقعات کی علت ملائکہ کو یقین کرتے ہیں۔ دیکھو ایک انسان ایک وقت اپنے بُرے ہم صحبتوں میں بیٹھا ہُوا انہی کے سے اعمال میں گرفتار اور مشغول ہوتا ہے۔ مگر اچانک بجلی کی طرح بعض وقت اس کے دل میں نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ اور وہ ان بدیوں کے چھوڑنے کی ایک زبردست تحریک اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ حالانکہ کوئی خارجی محرک نہیں ہوتا ۔

نہ اس مجلس میں کوئی واعظ ہے۔ نہ اہل مجلس ہی ان بدیوں سے روکنے والے۔ بلکہ وہ تو بدی کی طرف مایل کرنے والے ہوتے ہیں۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے پھر دل میں ایک زبردست تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اور چونکہ کوئی فعل بغیر فاعل کے اور کوئی تحریک بغیر محرک کے نہیں ہوتی۔ اس لئے ہمیں مجبوراً تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اس تحریک کا بھی کوئی محرک ہے۔ اور ان بدیوں میں گرفتار آدمی کو نیکی کی طرف توجہ دلانے والی بھی کوئی ہستی ہے۔ اور اسی ہستی کو اسلامی اصطلاح میں ملائکہ کہتے ہیں۔ اور ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کام سپرد ہے۔ کہ وہ اس کے بندوں کو نیک کاموں کی ترغیب دیں۔ اور بدی میں گرفتاروں کو نیکی کی تحریک کریں۔ غرض یہ جو بیٹھے بیٹھے بغیر کسی ظاہری محرک کے اچانک انسان کے دل میں نیک کام کرنے اور لوگوں سے حسن سلوک کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ یہی فرشتوں کے نورانی وجود کی ایک زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ اگر فرشتوں کو اس نیکی کا محرک نہ مانا جائے۔ تو پھر اور کون محرک ٹھہر سکتا ہے۔ کیا کوئی انسان محرک ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ بُری مجلس میں تو اہل مجلس برائیوں کی تحریک کرتے ہیں۔ مگر پھر ایک شخص کو ان میں سے نیکی کی تحریک کا ہونا انسانی تحریک کس طرح قرار دی جاسکتی ہے۔

اگر کہو۔ کہ دماغ میں خود خیال پیدا ہُوا۔ اور خود انسانی دماغ ہی ایسی تحریکوں کا محرک ہوتا ہے۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جب ایک بُری مجلس میں ایک شخص کو نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ تو تحریک کے وقت سے پہلے بھی تو اس شخص کا دماغ موجود تھا۔ مگر پہلے تحریک نہیں ہوئی۔ اس لئے معلوم ہُوا۔ کہ دماغی تحریک نہیں۔ کیونکہ دماغ تو تحریک سے پہلے بھی اپنا کام کر رہا تھا۔ پہلے کیوں نہ تحریک کی۔ بلکہ تحریک سے پہلے تو دماغ بھی بدیوں میں ممد تھا۔ اور برائیوں کے نئے نئے طریقے سکھاتا تھا۔ اس لئے معلوم ہُوا۔ کہ نیکی کی اچانک تحریک کا محرک دماغ نہیں ہوتا۔ سو ملائکہ کے وجود کی چوتھی زبردست دلیل کے لئے ہم نیکی کی تحریک کو پیش کرتے ہیں۔ اور فرشتوں کے ایک منکر کو ہم کہتے ہیں۔ کہ ملائکہ وہ نورانی ہستیاں ہیں جو انسانوں کو نیکی اور عمدہ کاموں کی وقتاً فوقتاً تحریک کرتی ہیں۔ اور جو شخص ان پر عمل کرتا ہے۔ اور ان کی تحریکوں سے متاثر ہوجاتا ہے۔ اس سے ان فرشتوں کا تعلق قائم ہوجاتا ہے۔ اور وہ آئے دن اسے نیک تحریکیں کرتے ہیں۔ اور جوں جوں وہ شخص ان پر عمل کرتا ہے۔ توں توں وہ بھی تحریکوں میں زیادہ زور دیتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایسا شخص بدیوں سے بالکل پاک صاف ہوجاتا ہے اور جو شخص باوجود ملائکہ کی تحریک کے ان پر عمل نہیں کرتا تو ملائکہ کی طرف سے اسے دن بدن کم تحریکیں ہوتی ہیں اور ایک دن ایسا آتا ہے۔ کہ وہ محض شرارت مجسم بن جاتا ہے ۔

غرض یہ بات ہر شخص کے تجربہ میں آتی ہے۔ کہ بعض دفعہ بغیر کسی ظاہری محرک کے خود بخود اچانک نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ اور چونکہ کوئی کام بغیر کسی علت کے نہیں ہوتا۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے۔ کہ کوئی نورانی ہستی اس خیر اور نیکی کی محرک ہے۔ اور اسے ہی اسلامی اصطلاح میں ملک کہتے ہیں ۔

نظم

خدا کا فضل و احسان عزوشاں سے
ہُوا نازل کلام ہیں آسماں سے

خدا نے حضرت خیر الرسل کو
اٹھایا تھا عرب کے بوستاں سے

جو یثرب کر کے تھا مشہور پہلے
بنا وہ بوستاں اُس دلستاں سے

امامِ مہدیِ آخر زماں کو
کیا مبعوث ہی دارالاماں سے

جو تھا گمنام کالمعدوم پہلے
وہ اب مشہور ہے ہر مکاں سے

زباں وہ لائیں ہم یارب کہاں سے
ثنا تیری کریں ہم جس زباں سے

خلیفہ دوسرا محمود احمد
کیا مختار حق نے قادیاں سے

خدا ہی ہے بنایا جس نے اسکو
مسیحا کا خلیفہ عزوشاں سے

ہُوا ہم سب پہ جب وہ برگزیدہ
اطاعت لازمی ہے اسکی جاں سے

نہیں ثانی کوئی جب اُس خدا کا
شریک اے مشرکو! آیا کہاں سے

نہیں آتا سمجھ میں دوستو تم
چھٹے کیوں ابنِ مہدیِ زماں سے

تکبر نے تمہیں نیچا دکھایا
حسد نے کھو دیا تم کو جہاں سے

پڑے ظلمت میں تم انوار سے دور
ہوئے ہو بھی تم دارالاماں سے

ستوا اے دوستو غفلت کو چھوڑو
جو کچھ رغبت ہے عمرِ جاوداں سے

اٹھو اور چل پڑو دارالاماں کو
گئے ہو کل نکل کر تم جہاں سے

مدینہ گھر ہے مہدیِ زماں کا
ملا ہے نور سب کو اُس مکاں سے

چلو تم بھی کرو سب مل کے بیعت
محبِ کبریا مصلح جواں سے

ملو جلدی سے آکر ناجیوں سے
یہ دولت پاؤ گے ورنہ کہاں سے

کتاب اللہ اور حکم النبی کے
ہیں سارے احمدی خدام جاں سے

یہی وہ باغ ہے امن و اماں کا
کہ ملتی رستگاری ہی جہاں سے

نہیں خطرہ کوئی سالک کو اس میں
وہ چھٹ جائیگا ہر وہم و گماں سے

حافظ نور الدین سالک - کشمیری - طالبعلم
مدرسہ احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ۲ کا ایک تازہ خط

مُبلّغین کے لئے ہدایات

ذیل میں حضرت اقدس خلیفۂ ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کا ایک والا نامہ بنام مولانا مفتی صاحب و مولانا حافظ روشن علی صاحب داعیان احمدیت حیدر آباد دکن درج کیا جاتا ہے احباب اسے بڑی توجہ سے پڑھیں۔ اور سجدہ ہائے شکر بجا لائیں اور خوش ہوں کہ خدا تعالےٰ نے ان کو وہ آقا عطا کیا ہے۔ جو اپنے کاموں میں اولوالعزم "گول مول" بات سے پرہیز کرنیوالا اعلان حکمتہ میں بے خوف ہے۔ اور اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ لوگوں تک کلمہ حکمت پہنچانا ہی سمجھتا ہے۔ پس مبارک ہیں وہ جو اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر آسمان سے اترنے والے فضل کا جام جان بخش نوش فرمادیں۔ حضور نے مولانا صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ داعی احمدیت (ماریشس سیلون) کو بھی اسی خط کے نقل کر دینے کا ارشاد فرمایا ہے۔ وہ خط یہ ہے۔ (ایڈیٹر)

مکرمی مفتی صاحب و حافظ صاحب

السلام علیکم۔ آپکے خط ملے۔ حافظ صاحب کا اپنا لکھا ہوا خط دیکھ کر مجھے نہایت خوشی ہوئی۔ کیونکہ مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ وہ لکھ سکتے ہیں۔

دعاؤں پر بہت زور دیں۔ میرے رسالہ "القول الفصل" پر مولوی محمد علی صاحب نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اور اس کا جواب میں نے بھی لکھا ہے۔ جو چھپ رہا ہے۔ قریباً ڈیڑھ سو صفحہ کا رسالہ ہوگا۔ نبوت کی حقیقت پر میں نے لکھا ہے۔ اور اصولی بحث کی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے ایک ایسا پہلو سمجھایا ہے۔ کہ ان لوگوں کے سب حوالے ایک ہی جواب سے حل ہو جاتے ہیں۔ چھپنے پر انشاء اللہ بھیج دیا جائے گا۔

آپ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اس بات کو مدنظر رکھیں۔ کہ بات گول مول نہ ہو۔ بلکہ صاف اور واضح ہو۔ اور ایسی نہ ہو۔ کہ بعد میں حقیقت بیان کرنے سے دل ہچکچائے۔ اور مشکل پیش آوے۔ اگر کوئی شخص مثلاً سوال کرے۔ کہ آپ ہمیں کیا خیال کرتے ہیں۔ تو اس کو بجائے یہ جواب دینے کے کہ جو کسی کو کافر کہے۔ وہ خود کافر ہوتا ہے۔ اور اس طرح بجائے اسے اور اپنے آپ کو ابتلاء میں ڈالنے کے اسے یہ سمجھایا جاوے۔ کہ سعید الفطرت انسان کا کام یہ نہیں۔ کہ یہ پوچھے۔ کہ آپ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ بلکہ اسے چاہیئے۔ کہ یہ دیکھے۔ کہ حق کس طرف ہے۔ اگر مرزا صاحب سچے تھے۔ تو اس حق کو قبول کرنا چاہیئے۔ خواہ ہم کسی کو کیا ہی سمجھیں اگر اس طریق پر فیصلہ ہوتا۔ تو کیا اسلام پھیل سکتا ہے، کبھی نہیں۔ اسلام تو سب باقی مذاہب کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔ پھر کیا کوئی اسلام کو قبول کرتا۔ صداقت دیکھنی چاہیئے۔ صداقت کے لئے ہر ایک چیز کی قربانی کرنی چاہیئے۔ اگر مرزا صاحب سچے ثابت ہو جائیں۔ اور ان کا خدا کی طرف سے ہونا معلوم ہو جائے۔ تو اب اگر ان کو ماننے کے لئے ہر ایک چیز کو چھوڑنا پڑے۔ تو بتاؤ کیوں نہ چھوڑا جاوے آج مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے مگر ذلیل ہیں۔ پہلے کم تھے مگر معزز تھے۔ پس یہ نہ خیال کرو۔ کہ فرقہ بندی سے اسلام کمزور ہو جاتا ہے۔ بلکہ جسقدر لوگ خدا کے بنائے ہوئے فرقہ میں آئیں گے۔ اسی قدر جلد اسلام کی ترقی ہوگی۔ نہ اسلام نے پہلے مسلمانوں کی کثرت سے ترقی کی۔ نہ اب کریگا۔ پہلے بھی خدا کے فضل سے کی۔ اب بھی خدا کے فضل سے کریگا۔ پس اگر مرزا صاحب سچے ثابت ہو جائیں۔ تو ان کو ماننے والی چھوٹی جماعت دنیا کو فتح کریگی۔ اور ان کی خاطر دنیا کو چھوڑنے والا ہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور وہی خدا کا پیارا۔ پس پہلے یہ تحقیق کرلو۔ کہ مرزا صاحب کا دعوےٰ سچا تھا۔ یا نہیں۔ اگر وہ سچا ثابت ہو جائے۔ تو پھر خدا کے حکم کے ماتحت ہر ایک قسم کی قربانی ضروری ہے۔ اور کیا خدا تعالےٰ کو اسلام کے لئے فکر نہ تھی۔ کہ اس نے ایک نیا فرقہ بنایا۔ خدا نے ایک نیا فرقہ بنایا۔ اور اسے دوسروں سے الگ کیا۔ اور وہی اس کو بڑھائے گا۔ جیسا کہ اس کا وعدہ ہے*

اس مضمون کو آپ وسیع کرسکتے ہیں۔ سجا سکتے ہیں اس کو اگر عمدگی سے ادا کیا جائے۔ تو کسی کو گنجائش نہیں رہتی۔ نہ اسے برا لگتا ہے۔ اور اس طرح ان لوگوں کی مخالفت بھی کم ہو جائیگی۔ جو کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب اچھے آدمی تھے ان کے ماننے کی کیا ضرورت ہے۔

اگر کوئی صاحب غیر مبائعین میں سے خود گھر پر آئیں۔ تو ان سے شریفانہ برتاؤ کریں۔ جھگڑا کے متعلق بات چیت کرنا چاہیں۔ تو کہدیں۔ کہ یہ بات ہو چکی ہے۔ اگر چاہیں۔ تو ایک جگہ سب جماعت ملکر فیصلہ ہو جائے۔ اور نہیں تو آپ قادیان جاکر فیصلہ کریں۔ اور اگر کوئی صاحب اس خیال کے پھیلانے کی کوشش کریں۔ کہ سب کو ملکر کام کرنا چاہیئے۔ آپ اس خیال کو رد کریں۔ اور بتائیں۔ کہ اگر خدا کے قرنا کی آواز نہ آچکی ہوتی۔ تو ملکر کام کرنا واجب تھا۔ لیکن جبکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بگل بجایا ہے۔ تو اس کی آواز کے مقابلہ میں ہر ایک شخص کا اپنی حالت پر کھڑے رہنا ایک خطرناک جرم ہے ایک گناہ عظیم ہے۔ جس سزا میں اسلام کی ترقی رکیگی۔ تو کہ ہوگی غرض پورے زور سے ان کے خیالات کا قلع قمع کریں۔ اور ہرگز نہ ڈریں۔ اگر حیدر آباد میں حق بات کہنے میں روک ہو۔ تو اس شہر کی خاک اپنے پیروں سے جھاڑ کر واپس آجائیں۔ کہ پھر اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ اور حق کو چھپانے سے بہتر ہے۔ کہ حیدر آباد کو اس کی قسمت پر چھوڑ دیا جائے۔ یہ ہیں میری ہدایات۔ جن کو آپ دونوں صاحبان اچھی طرح سے سمجھ لیں۔ اور مولوی محمد سعید صاحب۔ حافظ صاحب محمد اسحٰق اور میر بشارت علی صاحب کو واقف کردیں۔ جن سرکاری ملازمین کو اس میں خطرہ ہو۔ وہ بالکل الگ رہیں۔ بات ہمیشہ نرم ہو۔ لطیف پیرایہ میں ہو۔ میں نے حضرت صاحب کو دیکھا ہے سخت سے سخت بات کو عمدہ پیرایہ میں بیان فرماتے۔ جو بری نہ لگے۔ اسی کا نام حکمت ہے۔ نہ اس کا نام کہ حق کو چھپایا جاوے یا ایسے الفاظ میں ادا کیا جاوے کہ موقعہ ٹل جائے۔ اور سننے والا اصلی مطلب سمجھ نہ سکے۔ پس ان باتوں کو یاد رکھیں۔ یہ خدا کا کام ہے۔ نہ ہمارا۔ یہ اس کی امانت ہے۔ جو اس کی امانت میں خیانت کرتا ہے اور اس کے حکم پہ اپنے خوف یا اپنی ہر دلعزیزی کو مقدم رکھتا ہے۔ وہ خدا کا مجرم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے مجرموں کو اگر وہ توبہ نہ کریں۔ چھوڑتا نہیں۔ صحابہ نے دین کے لئے جانیں دی ہیں۔ ہم سے کم گالیاں سننے سے تو ڈرنا نہیں چاہیئے۔ افسوس اس مرید پر جس کے کانوں نے وہ گالیاں نہیں سنیں۔ جو اس کے پیر کو ملیں۔ اور افسوس اس متبع پر۔ جس نے اس تکلیف کو برداشت نہ کیا جسے اس کے پیر نے برداشت کیا۔ کام بہت ہے۔ اور زندگی کم معلوم ہوتی ہے۔ ہم نے

کیا دیکھتا ہے۔ اور ہمارے بعد کے لوگ کیا دیکھیں گے۔ لیکن جن پھولوں پر وہ خوش ہوں گے۔ یہ کانٹے ان سے بہتر ہیں اور جن موتیوں پر وہ نازاں ہوں گے۔ یہ آنسو ان سے لاکھوں درجہ بڑھ کر ہیں۔ ہمیں تو خدا نے اس لئے پیدا کیا ہے۔ تا دین کے لئے دکھ اٹھائیں۔ تا یہ ہمارے قصوروں کا کفارہ بنے۔

مگر میرا اس سے یہ مطلب نہیں۔ کہ انسان خواہ مخواہ لوگوں کو بھڑکائے جو اپنے حمق کی وجہ سے لوگوں کو بھڑکا دیتا ہے۔ وہ اس نقصان کا جو دین کو اس کے وجود سے پہنچتا ہے۔ ذمہ وار ہے۔

اگر کوئی آتا ہے۔ تو آنے دو۔ قرآن پر زیادہ غور اور تدبر سے کام لو۔ اگر دس ہزار مخالف بھی آپ کے مقابلہ پر ہوگا۔ اور دنیا کے کل فلسفوں اور سائینسوں کا واقف اور فصاحت میں بے نظیر ہوگا۔ تو آپ کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ کیونکہ اگر ہمارا کام بناوٹ یا ہماری اپنی طاقت پر ہوتا۔ تو آج مجھے آپ کو خط لکھنے کا موقعہ نہ ملتا۔ بلکہ ہمارے جسم خاک کے نیچے مدفون ہوتے۔ اور ہمارا کام ناکامی کی مجسم تصویر ہوتا۔ آپ کو ابھی جلدی آنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود لکھوں گا۔ میری طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ گو اچھی بری کا کوئی خیال نہیں۔ دل چاہتا ہے۔ کہ زندگی میں کوئی کلمہ حکمت لوگوں تک میری معرفت بھی پہنچ جائے۔ اس سے زیادہ کوئی خواہش نہیں۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد

مسئلہ تقدیر

مسئلہ تقدیر کے بارے میں ناظرین الفضل میں سے کسی صاحب کو جو بھی شبہ یا اعتراض یا سوال ہو۔ خود اپنی طرف سے یا کسی آریہ عیسائی۔ برہمو۔ دہریہ کی جانب سے یا انہوں نے کسی کتاب میں پڑھا ہو۔ تو وہ سب کچھ لکھ کر دفتر الفضل میں بھیجدیں۔ کیونکہ اس پر ہمارے فاضل دوست ... مضمون لکھنا چاہتے ہیں۔ تقدیر کے متعلق کسی آئت یا حدیث یا قول مسیح موعود کے معنے سمجھ نہ آتے ہوں۔ تو وہ بھی لکھدیں۔ دس دن کے اندر اندر ایسے خطوط ایڈیٹر الفضل قادیان کے نام آجائیں۔ ان خطوط میں اور کوئی بات نہ ہو۔

القول الفصل

حضرت خلیفۃ ثانی کی یہ تصنیف اردو زبان میں ہے مگر تعجب ہے۔ کہ لاہور میں جو اس کا مطلب سمجھا جاتا ہے۔ پشاور میں اس کے خلاف۔ لاہور سے القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار شائع ہوتا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

صاف طور پر میاں صاحب کا یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی اور رسول مانتے ہیں نہ مجازی پھر اب القول الفصل میں اس کو اور بھی صاف کر دیا ہے۔ جہاں صفحہ ۱۲ پر حقیقی نبی کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔ (حوالہ) اب اس سے بڑھکر اور کون سے لفظ ہو سکتے ہیں۔ جس میں حقیقی نبوت کا مفہوم ادا ہو سکتا ہے (صفحہ ۲۰)

اب ادھر پشاور سے القول الفصل پر ریویو اسی گروہ کے آرگن میں چھپتا ہے۔ اور اس میں لکھتا ہے۔

"شکر ہے۔ کہ میاں صاحب نے تسلیم کر لیا۔ کہ جناب مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ایڈیٹر) ظلی اور غیر مستقل نبی ہیں۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ کے بالمقابل نہیں"

اب فرمایئے۔ یہ اختلاف دیکھ کر تحسبہم جمیعاً وقلوبہم شتّٰی کے علاوہ یہ آیت پڑھی جائے یا نہیں۔ لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم آذان لا یسمعون بہا۔

پھر اس غلطی کے اظہار میں اول سے آخر تک اس بات پر زور ہے۔ کہ گویا حضرت صاحبزادہ صاحب نے القول الفصل میں لکھا ہے۔ کہ ۱۹۰۲ء تک تو حضرت اقدس جزوی نبی تھے اور اس کے بعد کامل نبی بنائے گئے۔ پھر اس بنا پر ہم سے اس الہام یا اعلان کا مطالبہ ہے۔ جس میں آپ نے یہ ظاہر کیا ہو کہ میری نبوت کامل ہو گئی۔ کوئی خدا کا بندہ ان سے پوچھے کہ القول الفصل میں کہاں لکھا ہے۔ کہ حضرت اقدس ۱۹۰۲ء سے پہلے نبی نہیں تھے۔ اور کس الہام میں آپ کو جزوی نبی کرکے پکارا گیا۔ جواب کامل نبی کرکے دکھایا جائے۔ پھر مجاز مجاز پر زور ہے۔ اور اتنا نہیں سوچتے۔ کہ جس نے مجاز کا لفظ بولا ہے۔ اس نے حقیقت کا لفظ بھی فرمایا ہے۔ پس پہلے دیکھو۔ کہ مسیح موعود حقیقی نبی کس کو کہتا ہے۔ تا علے طریق الحجاز کے معنے حل ہو جائیں۔

انجمن خدام کعبہ کا حشر

یہ انجمن جب قائم ہوئی۔ تو اسوقت ہم نے ہفتہ وار الفضل میں لکھا تھا۔ کہ اس انجمن کی بنیاد ایسے اصول پر نہیں جو یہ مفید و بابرکت ہو سکے۔ اس کے بعد پھر ایک دو دفعہ اس پر نوٹس لیا۔ اور بتایا۔ کہ مسلمانوں کے لئے کرنے کے واسطے بہت سے مفید کام ہیں۔ وہ ایک ایسی بات کے پیچھے پڑے ہیں۔ جس کی ذمہ واری ان کے متعلق نہیں۔ اور اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ مسلمانوں سے بدگمانی پیدا ہو۔ اسوقت ہمارے مشورے کی قدر نہیں کی گئی۔ لیکن اب خدام کعبہ اسی بات پر مجبور ہوئے ہیں۔ جو ہم نے کہی تھی۔ چنانچہ حافظ عبدالرحیم صاحب معتمد جمیعۃ عالیہ انجمن خدام کعبہ دہلی لکھتے ہیں:

"سوائے بعض ممبران ارکان جمیعت عالیہ کوئی ممبر دلچسپی نہیں لیتا بعض جبسے ممبر ہوئے ہیں۔ کسی جلسہ میں شریک نہیں ہوئے۔ اور انجمن کے حالات اور اراکین انجمن کے خیالات سے ناواقف ہیں جو ممبر دلچسپی لیتے تھے۔ وہ بھی کانوں پر ہاتھ دھرنے لگے ہیں۔ جنگ کی وجہ سے انجمن کو آئندہ موقعہ پر کسی بدظنی کا شکار ہونے کا اندیشہ ہے۔ نیز جہاں تک حساب دفتر اصلیہ انجمن خدام کعبہ سے پتہ چلتا ہے۔ انجمن نے اپنے شائع کردہ قواعد کے خلاف فراہم کردہ روپیہ کا تصرف بیجا کیا ہے۔ اور وہ اس قابل نہیں کہ جب تک وہ اپنا مکمل حساب کسی قاعدہ کمیشن سے جانچ کرا کے پبلک میں پیش نہ کردے۔ اُسے کوئی چندہ دیا جائے۔ ہماری طرف سے کسی شریک انجمن کی ایسی صورت میں دعوت دینا شرعی اور اخلاقی گناہ میں داخل ہوتا ہے۔

لہٰذا ہم ۱۲- فروری سے دفتر جمیعت عالیہ کو اسوقت تک کے لئے بند کرتے ہیں۔ جب تک کہ جنگ قائم ہے۔ اور جمیعت اصلیہ اپنے اصلی حسابات کو باقاعدہ و مکمل کرکے پبلک میں پیش نہ کردے کاغذات دفتر جمیعت عالیہ کے ہمارے پاس دوبارہ اجراء کی غرض سے محفوظ رہیں گے۔ کوئی شخص آئندہ اس انجمن کے نام سے کسی کو چندہ نہ دے"

تادیب النساء

میر ممتاز علی صاحب مستورات کی تعلیم و تربیت سے ایک خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور انہوں نے عورتوں میں تعلیم و تعلم و اخبار بینی کا چرچا پیدا کرنے میں جو کام کیا ہے۔ وہ ایک حد تک قابل شکریہ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ بعض اوقات ان کے مشورے دین اسلام کے لئے سخت خطرناک ہوتے ہیں۔ جو انکی ساری خدمات پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے خیال کی تائید حاصل کرنے کے واسطے قرآنی آیات کے بھی عجیب و غریب معنی کیا کرتے ہیں۔ جو آج تک کسی مفسر کو نہ سوجھے ہیں مثلاً الرجال قوامون علی النساء کے معنے کئے کہ مرد تو عورتوں کے خدمتگار ہیں۔ اسی طرح اب مردوں میں اپنی تحریکوں کا اثر کم دیکھکر وہ **عید میلاد** کی بدعت اسلامی عورات کے ذریعے پھیلانا چاہتے ہیں۔ ساتھ ان سے ان الفاظ میں مخاطب ہوتے ہیں۔

"ہم مسلمانوں کی نسبت یہ بات مشہور ہوگئی ہے۔ کہ ہمیں اپنے دین کی بہت غیرت اور اپنے مذہب کا بے حد پاس ہے مجھے تو اس قول یا خیال کی صحت میں بہت شک ہے۔ × × × غرض ہم شریعت کے آداب اور حفظ مراتب و مدارج بالکل بھول گئے ہیں اور شعائر اسلامی کو الٹ پلٹ کر دیا ہے × × × مگر میں تو اہل لاہور کے آگے ہاتھ جوڑ جوڑ کر یہ کہتا کہتا تھک گیا کہ یارو خدا سے شرماؤ۔ اور جناب رسول خدا کا درجہ بہت نہیں تو سر آغا خان کے برابر تو رکھو۔ مگر کسی کو یہ بات نہیں بھائی لوگوں کے دل مسخ اور عقلیں مفلوج ہوگئی ہیں × × × × × عید میلاد کو اگر سب مسلمان اتنا بھی کریں۔ کہ وہ سب غسل کریں۔ جو پوشاکیں انکے گھر میں موجود ہیں ان میں سے ہر ایک شخص دن بھر کے لئے اچھی سے اچھی پہنے۔ مساجد میں نمازیوں کا ہجوم ہو۔ ایک دوسرے کو **نوروز نبوی** کی مبارکباد دیں۔ نعت خوانی کے جلسے کریں × × × تو ان کاموں میں کونسا کام ایسے خرچوں کا ہے۔ جو ان تھڑدلوں سے برداشت نہیں ہو سکتا ہیہات صرف یہ ہے کہ رسول اللہ کی محبت لوگوں کے دل میں نہیں ہے۔ صرف زبان اور ہونٹوں پر ہے × × × × کاش! میں اپنی زندگی میں ہندوستان کے کسی شہر میں عید میلاد کا شاندار نظارہ ایک دفعہ بھی دیکھ سکتا۔ × × ×

۱۔ جس طرح عید کی رویت ہلال کے وقت گولے چھوٹے جاتے ہیں۔ اسی طرح عید میلاد کی صبح صادق کو ہر شہر کے مختلف اطراف میں نماز صبح کی آذان کے وقت گولے چھوڑے جائیں۔

۲۔ ہر شخص بچہ اور بڑا صبح کی نماز اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھے۔ اس صبح کو تمام مساجد نمازیوں سے پر ہونی چاہیئے۔

۳۔ شہر کے مختلف حصوں میں متعدد مجالس وعظ کی منعقد کیجائیں۔ اور ان میں شمائل نبوی پر وعظ و تقریریں ہوں۔

۴۔ ہر شہر کے باہر ایک میلہ لگے جو عید میلاد کا میلہ کہلائے۔

۵۔ نماز مغرب کے بعد کوئی عالم باعمل ایک بہتر سے بہتر تقریر ہماری مذہبی حالت پر کریں۔

۶۔ لوگ خط و کتابت اور ملاقات میں ایک دوسرے کو اس عید کی مبارکباد کہیں۔ اور دیں۔ تحائف بھیجیں اور آپس میں ضیافتیں کریں۔

۷۔ غریبوں محتاجوں کو صدقہ و خیرات دی جائے۔ اور کھانا کھلایا جائے ملیا"

یہ ساری تجویزیں جو میر ممتاز علی صاحب کو سوجھی ہیں وہ محض اسلئے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ نہیں پہچانا۔ انہوں نے اس ذات ستودہ صفات کی زندگی کا قیاس دوسرے بزرگانِ قوم کی زندگیوں پر کیا ہے اسلئے آپکی حیات کو بذریعہ نوروز منانے کے قائم رکھنا چاہتا ہے کاش میر صاحب موصوف کو معلوم ہوتا کہ ہمارا رسول زندہ رسول ہے اور اسکی حیات کا زبردست ثبوت صدی کے سر پر ملتا رہتا ہے اسلئے ہمیں ضرورت نہیں کہ عید میلاد منائیں ہمارے خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات ہرگز اس بات کی محتاج نہیں کہ اسے بذریعہ عیدوں کے زندہ رکھا جائے۔ بلکہ وہ زندگی بخش رسول تو ایسا عالی مقام ہے کہ خود ہماری زندگی اسکے فیوضات سے وابستہ ہے۔ پس ہمارا فرض بجائے کسی عید نوروز منانے کے یہ ہے کہ آپکی تعلیم پر چلیں۔ اور ہماری عملی زندگیاں ایسی اعلےٰ ہوں کہ ان سے اپنے عظیم الشان رسول کی زندگی کا ثبوت ملے۔ برخلاف اس کے ان امور کا مرتکب ہونا۔ جن کی اجازت دین اسلام میں نہیں رسول اللہ کی حیات کا ثبوت دینے کی بجائے یہ ثابت کرتا ہے کہ دین اسلام کے مقتدا کی قوت قدسیہ جاتی رہی سوچنے کی بات ہے۔ کہ آیا صحابہ کرام رضؓ اور پھر ائمہ عظام سے بڑھکر کوئی رسول اللہ کا محب ہو سکتا ہے تو کیا انہوں نے یہ عید منائی۔ جس کی تحریک میر ممتاز علی صاحب کرتے ہیں۔ ہاتھ جوڑ جوڑ کر تھک گئے ہیں۔ اور اسکے نہ منانے پر اپنے بھائیوں کو شریعت کے آداب وحفظ مراتب و مدارج کے بھلانے والے اور شعائر اسلامی کے الٹ پلٹ کر دینے والے فرما رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ میر صاحب اپنی اصلاحی تجاویز کو اپنے تک ہی رہنے دیں گے اور کم از کم خواتین کو کسی بدعت کے اجرا پر جو دین اسلام کے لئے موجب صد ننگ و عار ہے متوجہ نہیں کرینگے اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں۔ ایک عید اضحیٰ ایک عید الفطر۔ اب خاتم النبیین کے بعد کوئی صاحب شریعت رسول نہیں آسکتا۔ جو شریعت محمدیہ کو منسوخ کرے۔ بڑے غضب کی بات ہے۔ کہ یہ لوگ تقلید اور ریا میں ان باتوں کو اپنی ترقی کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں۔ جو انسانی دماغ کا اختراع ہے اور ان روشن ہدایات سے روگرداں ہیں۔ جو خدا کے رسول پر نازل ہوئیں۔ جماعت احمدیہ کی خواتین کو چاہئیے۔ کہ وہ میر ممتاز علی صاحب کے اس خیال فاسد کی تردید اپنے اپنے حلقۂ اثر میں کریں۔ اور ہرگز اس بدعت سیئہ کو نہ پھیلنے دیں۔ جو نہایت مکروہ اور اسلامی زوال کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

احباب اگر خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر دیا کریں۔ تو جواب دینے میں سہولت ہو جایا کرے۔

جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ کا آنا ضروری ہے۔

دعوت الی الخیر

داعی اسلام چوہدری فتح محمد صاحب کا ایک تازہ خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ یہ خط اپنی تشریح آپ ہے اور ظاہر کرتا ہے۔ کہ آخر احمدؐ کے نام کو مقدم کرنے والا مبلغ اسلام خدا کے وعدوں کے مطابق کامیابی کا تاج پہن رہا ہے۔ وہ خط یہ ہے:

سیدی۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔

۱۰ جنوری بروز اتوار پورٹسمتھ میں لیکچر تھا۔ (South sea)

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاص طور پر کامیابی دی۔ لیکچر اور سوال وجواب کے اختتام پر سوسائٹی کے ممبروں نے اپنے سکرٹری سے درخواست کی۔ کہ مجھے فروری میں پھر بلوایا جائے۔ چنانچہ سکرٹری نے وہیں ہال میں مجھ سے فروری میں پھر آنے کا وعدہ لیا۔ اکثر ممبران نے اس کے بعد میرے ساتھ ملاقات اور گفتگو کی۔ اور سب یہی کہتے تھے۔ کہ اسلام کے متعلق ہمارے خیالات بالکل بدل گئے ہیں۔

اس لاج کے سکرٹری نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے۔ تھیوسافیکل سوسائٹی میں وہ میرے لیکچروں کا انتظام کرنے کی کوشش کریگا۔ اور اس کیلئے اس نے مجھ سے میرے لیکچروں کی لسٹ بھی منگوائی ہے۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ اگر اسلام پر چھوٹی چھوٹی کتابیں ہوں۔ تو وہ انہیں بھیج سکتا ہے۔ وہاں ایک مسلمان عورت سے بھی ملاقات ہوئی۔ اس کا خط بھی اس لفافہ میں بند کرتا ہوں۔

سید ولی اللہ شاہ صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب کے متعلق الفضل میں ذکر نہیں ہے۔ جنگ کی وجہ سے تشویش ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا محافظ ہو۔ دعا کے لئے عرض کرتا ہوں۔ والسلام

خاکسار فتح محمدؐ

ظہور المہدی تم پر مل سکتی ہے

چوہدری صاحب کے لیکچروں کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے

لنڈن کا مشہور اخبار ایوننگ نیوز ۱۱ جنوری ۱۹۱۵ء رقمطراز ہے۔ کہ چوہدری فتح محمدؐ سیال ایم۔ اے۔ نے دلچسپ اور پر معنی لیکچر تھیوسافیکل سوسائٹی کے مقامی صدر مقام میں کل سہ پہر کو دیا۔ قابل مقرر مسٹر فتح محمدؐ سیال ایم۔ اے۔ نے فرمایا۔ کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مذہب کی تعلیم دی۔ وہ کوئی نیا مذہب نہ تھا کیونکہ اسلامی تعلیم کا خلاصہ خدا تعالیٰ کے قوانین کی اطاعت اور خلق خدا پر شفقت ہے۔ اور یہی ایسی تعلیم ہے۔ جس پر ابتدائے آفرینش سے ہر مذہب دنیا چلا آرہا ہے۔ یہ خیال کرنا غلطی ہے۔ کہ اسلام خدا تعالیٰ کو انسانوں سے دور رکھتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ اسلام چاہتا ہے۔ کہ نیکی کو غلبہ حاصل ہو۔ اور بدی کی جڑھ کاٹی جائے۔ اور اسلام کی تعلیم کی رُو سے ایک پاکباز انسان بدکردار شخص کی نسبت خدا تعالیٰ سے زیادہ نزدیک ہے۔ مغربی دنیا کا یہ خیال کہ اسلام عورت کو روحانیت سے خالی تصور کرتا ہے محض بیہودہ وبے بنیاد ہے۔ اسلام کے رُو سے تو عورت کو روحانیت میں مرد کے برابر رکھا گیا ہے۔ اور جائداد میں اسے برابر کے حقوق دیئے گئے ہیں۔ جو انگلستان میں نہیں دیئے گئے۔ مزید براں عورت کو بیوی ہونے کی نسبت ماں ہونے کی حیثیت سے زیادہ معزز سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ موسم کی حالت اچھی نہ تھی۔ تاہم لیکچر گاہ حاضرین سے پُر ہو گئی تھی۔ لیکچر کے اختتام پر حاضرین میں سے بہتوں نے سوال بھی کئے۔

مسٹر خالد شیلڈرک سوالات کے جواب اور چوہدری صاحب کی شخصیت اور لیکچر کے اثر کی نسبت اپنے ایک تازہ خط میں جو کہ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان کے نام آیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ "مسٹر سیال نہایت عمدہ کام کر رہے ہیں۔ وہ ایک نیک آدمی ہیں اور مجھے فخر ہے۔ کہ وہ میرے بہترین دوستوں میں سے ہیں۔ ایک لیڈی نے جو میری مسلمان کردہ ہے۔ چوہدری صاحب کے (South sea) والے لیکچر کو سنکر مجھ سے مقرر کی قابلیت اور لیاقت کا تعریفی الفاظ میں ذکر کیا۔ اور کہا۔ کہ سوالات کا جواب دیتے وقت وہ خوب عہدہ برآ ہوئے"۔

الہلال

۱۔ الہلال کے دوبارہ جاری کرنے کے لئے اب تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ اور صرف روپیہ کی وجہ سے دیر ہو رہی ہے۔ اس لئے مجبوراً صرف اتنی تکلیف خریداران الہلال کو دینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ چھ ماہ کی قیمت پیشگی مرحمت فرمادیں۔ جو دفتر الہلال کے ذمہ ان کا قرض حسنہ ہوگا۔ اور جیسے خریداری کے حساب میں مجرا کردیا جائیگا۔ الہلال کی ششماہی قیمت اصلی ۱۲/ ہے۔ لیکن وہ صرف چھ روپیہ بھیجدیں۔

بعض خریداروں کی قیمت ختم ہونے کے قریب ہے بعضوں کا سال شروع ہؤا ہے۔ لیکن یہ درخواست تمام خریداروں سے ہے۔ انہیں اپنے حساب کا خیال نہ کرنا چاہیے جسوقت ان کی پچھلی قیمت ختم ہو جائیگی۔ اس کے بعد ہی اس رقم کو ان کے حساب میں جمع کرلیا جائیگا۔ قیمت انہیں بہرحال آئیندہ دینی ہی ہے۔

۲۔ الہلال صرف اتنی ہی اعانت اپنے وسیع حلقہ معاونین سے چاہتا ہے۔ اگر انہوں نے ایسا کیا۔ تو اس موقعہ پر دفتر کو روپیہ کی دقت کا سامنا نہ ہوگا۔ جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ مبتلائے مشکلات رہا ہے۔ اگر اس کارڈ کو دیکھتے ہی روپیہ آپ نے روانہ کردیا۔ تو دو ہفتہ کے اندر الہلال شائع ہو جائیگا۔

۳۔ دوسری درخواست نئے خریداروں سے پیشگی قیمت بھجوانے کی ہے۔ جس سے بہتر جائز طریقہ پریس کی اعانت کا اور کوئی نہیں۔

فقیر ابوالکلام (ایڈیٹر الہلال)